وَاعِظُ الجُمُعَہ
ہمارے آقا جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
دار اہل السنۃ
لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے معجزات

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے معجزات

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

معجزہ کا لُغوی اور اصطلاحی معنیٰ

برادرانِ اسلام! لُغت میں "ہر خَرقِ عادت (عادتِ جاریہ کے بَرخلاف کام) کو معجزہ کہتے ہیں"[1]۔ اور اصطلاحِ شریعت میں معجزہ سے مراد "وہ اَمر ہے جو خلافِ معمول اور عادتِ جاریہ کے خلاف، مُدّعیٔ نُبوّت کے ہاتھ پر بطَورِ چیلنج، ایسے

(١) "شرح العقيدة الطحاويّة" لابن أبي العزّ الدِمشقي، ثبوت كرامات الأولياء، صـ٧٤٦.

وقت میں ظاہر ہو جب وہ مُنکِرین کو اُس کی مثل لانے کا چیلنج دے، اور وہ نہ لا سکیں، یعنی اس سے عاجِز ہوں"[1]۔

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ، مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ "معجزہ" کی تعریف وتشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "نبی کے دعویٔ نُبوّت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہوا کرتی ہے، کہ نبی اپنی سچائی کا علانیہ دعویٰ فرما کر، ایسا کام ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا ہے جو عام طَور پر ناممکن ہو، اور انکار کرنے والوں کو دعوت دیتا ہے، کہ اگر اُن کا انکار درست ہے تو وہ بھی ایسا ہی کر دکھائیں۔ اللہ تعالی اپنے نبی کے دعوے کے مطابق ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے، اور نبی کی نُبوّت کا انکار کرنے والے ایسا کر دکھانے سے عاجز رہتے ہیں، اِسی کو معجزہ کہتے ہیں"[2]۔

جیسے حضرت سیّدُنا صالح علیہ الصلوۃ والسلام کی اونٹنی، حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے عَصا (لاٹھی مبارک) کا سانپ بن جانا، اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا یدِ بیضا یعنی روشن وچمکدار ہاتھ، حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا مُردوں کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کردینا۔ اور ہمارے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزات تو بہت زیادہ ہیں، اللہ تعالی نے تمام انبیاء ومرسَلین علیہم الصلوۃ والسلام کے معجزات وکمالات، سرورِ کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں جمع فرما کر، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام مخلوقات میں سب سے ممتاز فرمایا۔

---

(۱) "شرح العقائد النَّسَفية" بالمعجزات الناقضات للعادات، صـ۲۰۷، ۲۰۸.

(۲) "بہارِ شریعت" "عقائد متعلّقہ نُبوّت، ۱/۵۶۔

معجزاتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام قرآنِ پاک کی روشنی میں

عزیزانِ گرامی قدر! اللہ عزّوجلّ نے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو مختلف معجزے عطا فرمائے، ہر نبی کو انہی معجزات سے سرفراز فرمایا گیا، جو اُن کے دَور کے حالات وواقعات سے مُطابقت رکھتے تھے، اور وقت کے تقاضوں پر پورا اُترتے تھے، مثال کے طَور پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے دَور کو لے لیجیے، تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں جادو کا بڑا زور تھا، لہذا آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو جو معجزے عطا فرمائے گئے، اُن کے سامنے بڑے بڑے جادوگر بے بس اور عاجز ہوگئے، خالقِ کائنات عزّوجلّ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے انہی معجزات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَقَالَ مُوۡسٰی یٰفِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِیۡقٌ عَلٰۤی اَنۡ لَّاۤ اَقُوۡلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الۡحَقَّ ؕ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِبَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَرۡسِلۡ مَعِیَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنۡ کُنۡتَ جِئۡتَ بِاٰیَۃٍ فَاۡتِ بِہَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلۡقٰی عَصَاہُ فَاِذَا ہِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّ نَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَا ہِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّ ہٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ﴾[1].

"موسیٰ نے کہا: اے فرعون! میں پروردگارِ عالَم کا رسول ہوں، مجھے مناسب یہی ہے کہ اللہ پر سچی بات ہی کہوں، میں تم سب کے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نشانی (معجزات) لے کر آیا ہوں، تو بنی اسرائیل کو (آزاد کرکے) میرے ساتھ بھیج دے۔ (فرعون) بولا کہ اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو، اگر سچے ہو تو لاؤ!

---

(۱) پ ۹، الأعراف: ۱۰۴-۱۰۹.

تو موسیٰ نے اپنا عصا (لاٹھی) ڈال دیا، وہ فوراً ایک ظاہر اَژدھا (بہت بڑا سانپ) بن گیا۔ اور (حضرت موسی نے) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا، تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا، قومِ فرعون کے سردار بولے کہ یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے!"۔

صدر الافاضل حضرت مفتی سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں، کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا عصا (لاٹھی) ڈالا، تو وہ ایک زرد رنگ کا بڑا اَژدھا بن گیا، منہ کھولے ہوئے، زمین سے ایک میل اونچا، اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا، اور ایک جبڑا اُس نے زمین پر رکھا، اور ایک شاہی محل کی دیوار پر، پھر اُس نے فرعون کی طرف رُخ کیا، تو فرعون اپنے تخت سے کُود کر بھاگا، اور ڈر سے اس کی ہوا خارج ہو گئی۔ اور جب لوگوں کی طرف رُخ کیا تو ایسی بھاگ پڑی (یعنی بھگدڑ مچی)، کہ ہزاروں آدمی آپس میں کچل کر مر گئے، فرعون گھر میں جا کر چیخنے لگا، کہ اے موسیٰ تمہیں اُس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا! اس کو پکڑ لو! میں تم پر ایمان لاتا ہوں! اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں! حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے عصا کو اُٹھا لیا، تو وہ مثلِ سابق عصا تھا"[1]۔

حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض دیگر معجزات کا ذِکر کرتے ہوئے مزید فرمایا: ﴿ وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" ص۳۰۹۔

عَشۡرَةَ عَيۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴾[1] "جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا، تو ہم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا (لاٹھی) مارو، فوراً اس میں سے بارہ ۱۲ چشمے بہہ نکلے، ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔ کھاؤ پیو خدا کا دیا ہوا اور زمین میں فساد نہ اٹھاتے پھرو"۔ یعنی آسمانی کھانا مَن و سَلوی کھاؤ، اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو، جو فضلِ الٰہی سے تمہیں بے محنت میسّر ہے۔

صدر الافاضل حضرت مفتی سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا، شدّتِ پیاس کی شکایت کی، تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوا کہ اپنا عصا (لاٹھی) پتھر پر مارو، آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس ایک چوکور پتھر تھا، جب پانی کی ضرورت ہوتی، آپ علیہ الصلوۃ والسلام اس پتھر پر عصا مارتے، اس سے بارہ ۱۲ چشمے جاری ہو جاتے، اور سب سیراب ہوتے۔ یہ ایک بڑا معجزہ ہے، لیکن سیّدُ الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اپنی مُبارک انگلیوں سے چشمے جاری فرما کر جماعتِ کثیرہ کو سیراب فرمانا، اس سے بہت اعظم واعلیٰ ہے؛ کیونکہ عُضوِانسانی سے چشمے جاری ہونا، پتھر کی بہ نسبت زیادہ تعجب خیز ہے!"[2]۔

---

(۱) پ ۱، البقرۃ: ٦٠.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" ص۲۲۔

ہمارے آقا ﷺ ... فضلِ الٰہی کے روشن آفتاب

عزیزانِ گرامی قدر! ہمارے نبئ کریم ﷺ فضلِ خداوندی کے روشن آفتاب ہیں، تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو جو معجزات عطا کیے گئے، وہ سب حضور سرورِ عالَم ﷺ کا ہی فیضانِ بے مثال ہے، امام بُوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ؏

وكلُّ آيٍ أتَى الرُّسلُ الْكِرامُ بها

فإنَّما اتَّصلتْ مِنْ نُوْرِه بِهِم!

فَإنّه شمْسُ فَضْلٍ، هُم كَواكبُها

يُظهِرنَ أنوارَها للنَّاسِ فِي الظُلَم![1]

"تمام معجزات جو پہلے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام لائے، وہ اُن کو ہمارے نبی ﷺ کے نُور ہی سے ملے، ہمارے آقا ﷺ فضلِ الٰہی کے روشن آفتاب ہیں، جبکہ دیگر سارے انبیاء اِس آفتاب کے ستارے ہیں، جن کے اَنوار لوگوں کے لیے تاریکیوں میں روشنی دیتے ہیں"۔

قرآنِ کریم ... تاقیامت رہنے والا ایک عظیم معجزہ

حضراتِ گرامی قدر! پہلے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ان کے زمانۂ نُبوّت تک باقی رہے، لیکن ہمارے نبئ کریم ﷺ کے معجزات کے اَنوار و تجلّیات

---

(١) "بردة المديح المباركة" الفصل 3 في مدح النبي ﷺ، صـ٣١.

سے، دنیا قیامت تک مستفید ہوتی رہے گی، اس کی سب سے بڑی مثال قرآن مجید ہے، جس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾[1] "اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی، اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور (قرآنِ پاک) اُتارا"۔

میرے محترم بھائیو! اس آیت مبارکہ میں "دلیلِ واضح سے مراد سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات پاک ہے، جن کے صِدق پر اُن کے معجزے شاہد ہیں، اَور مُنکِرین کی عقلوں کو حیران کر دیتے ہیں"[2]۔

اسی طرح حدیثِ پاک میں حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رَوایت ہے، سرورِ کونَین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْياً أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعاً يَوْمَ القِيَامَةِ»[3] "انبیاء میں سے ہر نبی کو اتنے معجزات عطا کیے گئے، جن کے سبب کوئی انسان ایمان لا سکتا ہے، اور مجھے جو چیز (بطورِ معجزہ) عطا کی گئی، وہ اللہ کی وحی (یعنی قرآنِ پاک) ہے، جو اس نے میری طرف وحی

---

(١) پ ٦، النساء: ١٧٤.

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" صـ٢٠٤۔

(٣) "صحيح البخاري" كتاب فضائل القرآن، ر: ٤٩٨١، صـ٨٩٣.

فرمائی، تو مجھے میرے رب تعالی سے امید ہے، کہ میرے متبعین قیامت کے دن سب سے زیادہ ہوں گے!"۔

میرے محترم بھائیو! قرآنِ کریم تاجدارِ رسالت ﷺ کا ایک ایسا معجزہ ہے، جس کے بارے میں کُفّار و مشرکین کو قیامت تک کے لیے یہ چیلنج دیا گیا ہے، کہ اگر تم لوگ سچے ہو تو اس (کلامِ پاک) جیسی کوئی ایک سورت ہی لا کر دکھا دو، اللہ ربّ العزّت نے اس چیلنج کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾[1] "اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں، جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اُتارا (یعنی قرآن کریم میں)، تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ! اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچّے ہو!"۔

واقعۂ معراج

حضراتِ گرامی قدر! حضورِ اکرم ﷺ کے بے شمار معجزات میں سے، ایک مشہور معجزہ "واقعۂ معراج" بھی ہے، اللہ تعالی نے فضیلتِ معراج سے، اپنے حبیب نبئ آخرُ الزمان ﷺ کو وہ خصوصیت و شرَف عطا فرمایا، جو کسی اَور نبی و رسول کو نہیں ملا، سفرِ معراج کے ذریعے اللہ ربُّ العالمین نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو آسمانوں کی سَیر کرائی، قلیل وقت میں طویل سفر طے کرایا، اور اپنی قدرت کی واضح نشانیاں دکھائیں۔ ع

---

(١) پ ١، البقرة: ٢٣.

وہ سَرورِ کشوَرِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نِرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہماں کے لیے تھے!

عزیزانِ محترم! عام اصطلاحات میں حضور اکرم ﷺ کے اس تمام سفر وعروج، یعنی مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ، اور وہاں سے آسمانوں، اور لامکاں تشریف لے جانے کو معراج کہا جاتا ہے، لیکن اہلِ علم حضرات کی اصطلاح میں، حضور ﷺ کا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تشریف لے جانا، "اِسراء" کہلاتا ہے، اور مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف، حضور ﷺ کا عروج فرمانا، "معراج" کہلاتا ہے(۱)۔ ع

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ، عیاں ہوں معنیٔ اوّل آخر

ہیں دست بستہ وہ پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے!

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے اس عظیم ترین معجزۂ اِسراء ومعراج کو، ایسے مخصوص اُسلوب سے بیان فرمایا، کہ ہر عقلِ سلیم اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ﴾(۲) "اُسے پاکی ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات، مسجدِ حرام سے مسجدِ

---

(۱) دیکھیے: "مقالاتِ کاظمی" "معراج النبی، ۱/۱۲۲۔

(۲) پ۱۵، الإسراء: ۱.

اقصیٰ تک لے گیا، جس کے اِرد گرد ہم نے برکت رکھی ہے؛ تاکہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، یقیناً وہ پروَردگار سنتا دیکھتا ہے"۔

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں، کہ اِس آیتِ مبارَکہ میں مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ کی جسمانی معراج کا ذکر ہے، جو اِعلانِ نُبوّت کے گیارہویں سال، مُطابق ۶۲۱ء میں ستائیسویں ۲۷ رجب، پیر کی رات کے آخری حصّے میں، بیداری کی حالت میں ہوئی [۱]۔ تاجدارِ رسالت ﷺ آسمانوں کی بلند وبالا حُدود سے گزرتے ہوئے، عرشِ بریں پر جلوہ گر ہوئے، حضرت سیّدُنا جبریل علیہ السلام تو سدرۃ المنتہیٰ پر رُک گئے، مگر حضور نبیٔ رَحمت شفیعِ اُمّت ﷺ آگے بڑھے، اور نورِ خداوندی سے قریب تر ہوئے۔ اِسی جسمانی معراج میں نمازِ پنجگانہ بھی فرض کی گئی۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سفرِ معراج میں جب سِدرۃ المنتہیٰ واُفقِ اعلیٰ پر تشریف فرما ہوئے، جو انوارِ ربّانی کی تجلّی گاہ ہے، جس کی کیفیت الفاظ کے پیمانوں میں سما نہیں سکتی، وہاں اَنوار وتجلّیات کا جو مُشاہدہ بے تاب نگاہوں نے بلا واسطہ کیا، خلوَت گاہِ راز میں راز ونیاز کے جو پیغامات عطا ہوئے، وہ عقلِ خَلق کی رَسائی سے بالاتر ہے، اللہ کریم نے خود اس کا ذکر اِن الفاظ میں فرمایا:

﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ

---

(۱) "مقالاتِ کاظمی" رسالہ "معراج النبی" ۱/۲۱۰، ۲۱۱۔

اَوْحٰی﴾[1] "پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اُتر آیا، تو اُس جلوے اور اِس محبوب میں دو۲ ہاتھ کا فاصلہ رہا، بلکہ اس سے بھی کم، اب اُس نے جو وحی فرمانی تھی فرمائی"۔

امام ابن جریر طَبری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیت: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی﴾[2] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "دیگر مفسّرین نے فرمایا، کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قریب ہوا، تو وہ بھی اپنے رب سے قریب ہوگئے"[3]۔ ع

بڑھ اے محمد، قریں ہو احمد، قریب آ سرورِ ممجّد
نثار ہو جاؤں یہ کیا ندا تھی، یہ کیا سماں تھا، یہ کیا مزے تھے!

حضراتِ محترم! سفرِ معراج میں خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے کائنات کے ہر ہر کرشمہ وراز سے، اپنے محبوبِ کریم، جانِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا، الغرض اُس کی بے انتہاء نوازشوں اور لا تعداد عنایتوں سے سرفراز ہو کر، آقائے کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واپس تشریف لائے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی * لَقَدْ

---

(۱) پ۲۷، النّجم: ۸-۱۰.

(۲) پ۲۷، النّجم: ۸-۱۰.

(۳) "جامع البیان" النجم، تحت الآیة: ۸، ۹، الجزء ۲۷، صـ۶۰.

﴿رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی﴾[1] "آنکھ نہ کسی طرف پھری، اور نہ حد سے تجاوُز کیا۔ یقیناً آپ نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں"۔

معراج کی رات اس قُرب خاص میں، بلا واسطہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم ﷺ پر جو فضل وکرم فرمایا، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے اسے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ»[2] "اللہ تعالی نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، تو جو کچھ مشرق ومغرب میں ہے، وہ سب میرے علم میں آگیا"۔

یہ تاجدارِ رسالت ﷺ کی شان اور اللہ کی دی ہوئی طاقت تھی، کہ شبِ اِسراء کے دولہا ﷺ نے رب تعالی کے خصوصی انوار وتجلّیات کے نظارے کیے، جنّت ودوزخ، عالَمِ ملکوت کے عجائبات کا مُشاہدہ کیا، انبیاء وملائکہ سے ملاقاتیں کیں، لیکن نہ تو آپ کی آنکھیں اُن اَنوار وتجلّیات کی چمک دَمک سے خیرہ ہوکر چُندھیائیں، نہ دل گھبرایا، بلکہ جی بھر کر دیدار کیا۔

---

(١) پ٢٧، النجم: ١٧، ١٨.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة ص، ر: ٣٢٣٤، صـ٧٣٥.

حضراتِ محترم! بعض لوگ حضور نبیٔ کریم ﷺ کے سفر معراج کے اس عظیم معجزے کے انکاری ہیں، یاد رکھیے! مطلقاً "معراج" کا انکار بدعت اور بالخصوص "اِسراء" کا انکار کفر ہے۔ حضرت علّامہ تفتازانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "جس نے معراج کا انکار کیا وہ بدعتی ہے"[1]۔ اس پر علّامہ لقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہ تو خاص معراج کے انکار کا حکم ہے کہ وہ بدعتی اور فاسق ہے، جبکہ مطلقاً "اِسراء" (مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصی تک کے سفر) کا انکار کرنے والا کافر ہے"[2]۔

اسی طرح حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے مطلقاً "اِسراء" کا انکار کیا وہ کافر ہے"[3]۔

میرے محترم بھائیو! معراج اللہ تعالی کا وہ خصوصی انعام اور عظیم معجزہ ہے، جو اس نے ہمارے پیارے آقا ﷺ کے سوا کسی کو عطا نہ فرمایا، لہذا اس کا اعتقاد رکھنے کو کفر و شرک و بدعت اور باطل سمجھنا سراسر زیادتی ہے، اللہ کریم ایسوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے!۔

---

(١) "شرح العقائد" صـ٢١٩.

(٢) "هدية المريد" معجزة الإسراء والمعراج، ٢/ ٨٥٨.

(٣) "منح الروض" صـ٣٢٢ ملتقطاً.

مُبارَک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا

حضراتِ ذی وقار! رسولِ اکرم ﷺ کی مُبارَک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا بھی، رحمتِ عالمیان ﷺ کا ایک عظیم اور حیران کُن معجزہ ہے، جیسا کہ حضرت سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ لوگوں کو حدَیبیہ کے دن بڑی پیاس محسوس ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ڈول تھا، جس سے حضور ﷺ نے وضو کیا، پھر لوگ اس طرف دَوڑ پڑے، نبیٔ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا لَكُمْ؟» "تمہیں کیا حاجت دَرپیش ہے؟" لوگوں نے عرض کی کہ یارسولَ اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں، جس سے ہم وضو کریں اور پییں، سوائے اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس ڈول میں رکھا تو پانی نبیٔ رحمت کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پُھوٹنے لگا، حضرت سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے پانی پیا اور وضو کیا۔

حضرت سالِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اس دن آپ لوگ تعداد میں کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو (وہ پانی) ہم کو کافی ہوتا، تاہم (تعداد میں) ہم پندرہ سو ۱۵۰۰ تھے"[1]۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "حضور انور ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس معجزے سے افضل ہے، کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے بارہ ۱۲ چشمے

---

(١) "صحيح البخاري" باب غزوة الحديبية، ر: ٤١٥٢، صـ٧٠٦.

جاری ہوگئے؛ کیونکہ پتھر سے پانی جاری کر دینا واقعی معجزہ ہے، مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادینا بڑا معجزہ ہے۔ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں قدّس سرّہٗ نے کیا خوب فرمایا: ؏

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ![1]

چاند کے دو ٹکڑے فرمانا

حضراتِ گرامی قدر! کفّار و مشرکین کے مُطالبے پر، نبیٔ کریم ﷺ کا چاند کے دو ٹکڑے فرمانا بھی، ایک عظیم اور مُبارک معجزہ ہے، اللہ ربّ العزّت نے اس معجزے کا قرآنِ پاک میں بھی ذکر فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾[2] "قیامت قریب آئی اور چاند شَق ہوگیا"۔

صدر الافاضل حضرت مفتی سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "شَق القمر (یعنی چاند کا دو ٹکڑے ہونا) جس کا اس آیت میں بیان ہے، نبیٔ کریم ﷺ کے معجزاتِ باہرہ میں سے ہے، اہلِ مکّہ نے حضور سیّدِ عالَم ﷺ سے ایک معجزہ کی درخواست کی تھی، اس پر حضور ﷺ نے چاند شَق (ٹکڑے) کر کے دکھایا تھا، چاند کے دو ۲ حصّے ہوگئے، اور ایک حصّہ دوسرے سے جُدا

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" معجزات کا بیان، پہلی فصل، ۸/۱۷۱۔

(۲) پ۲۷، القمر: ۱.

ہو گیا، اور فرمایا کہ گواہ رہو! قریش نے کہا کہ محمد ﷺ نے جادو سے ہماری نظر بندی کر دی ہے، اس پر اُن کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ نظر بندی ہے، تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو ۲ حصّے نظر نہ آئیں ہوں گے، اب جو قافلے آنے والے ہیں، اُن کی جستجو رکھو! اور مُسافروں سے دریافت کرو! اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند شَق ہوتا دیکھا گیا ہے، تو بے شک معجزہ ہے، چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا کہ اُس روز چاند کے دو ۲ حصّے ہو گئے تھے، مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی، اور وہ جاہلانہ طَور پر جادو ہی کہتے رہے۔ صحاح (اَحادیث کی مُستند کتب) کی اَحادیثِ کثیرہ میں، اس معجزۂ عظیمہ کا بیان ہے، اور خبر اس درجۂ شُہرت کو پہنچ گئی ہے، کہ اس کا انکار کرنا عقل وانصاف سے دُشمنی اور بے دینی ہے"[1]۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، کہ چاند دو ۲ ٹکڑے ہونے کا واقعہ، حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مُبارَک عہد میں پیش آیا، ایک ٹکڑے کو پہاڑ نے چُھپا لیا، اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اللّٰهُمَّ اشْهَدْ!»[2] "اے اللہ تو گواہ رہنا!"۔

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" ص۹۷۶۔

(۲) "صحیح مسلم" كتاب صفة القيامة والجنّة والنار، ر: ۷۰۷۳، صـ۱۲۲۰.

زمین سے جنّت کوملاحظہ فرمانا

عزیزانِ مَن! حضورِ اکرم ﷺ کا زمین سے جنّت کو مُلاحظہ فرمانا، اور ہاتھ بڑھاکراس کے دَرخت سے ایک خوشے کو پکڑ لینا بھی، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا ایک مُبارَک معجزہ ہے، اس معجزے کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنہُما فرماتے ہیں، کہ ایک بار مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے مُبارَک عہد میں سورج گرہن ہوا، اور سرورِ عالَم ﷺ نے نمازِ کسوف پڑھائی، تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنہُم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ نے کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے، حضورِ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِنِّي أُرِيتُ الجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوداً، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا»[1] "مجھے جنّت نظر آئی تھی، تو میں نے اُس میں سے ایک خوشہ پکڑ لیا، اور اگر اُسے توڑ لیتا تو رہتی دنیا تک تم اُسے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا)"۔

قلبی کیفیات اور آگے پیچھے کے حالات بیک وقت ملاحظہ فرمانا

حضراتِ ذی وقار! سرورِ کونین ﷺ کے مُبارَک معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ یہ بھی ہے، کہ غیب دان نبی ﷺ بیک وقت آگے اور پیچھے کے حالات، اور دلوں کی کیفیات کو یکساں مُلاحظہ فرما لیتے تھے، اس حوالے سے حضرت سیّدُنا

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، ر: ٧٤٨، صـ١٢١، ١٢٢.

ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا؟ فَوَاللهِ! مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا سُجُودُكُمْ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي»[1] "کیا تم یہی دیکھتے (یا سمجھتے) ہو کہ (دورانِ نماز) میرا منہ اُدھر ہوتا ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ سے تمہارے نہ رکوع پوشیدہ ہیں اور نہ سجود، میں تمہیں اپنی پُشت پیچھے بھی دیکھتا ہوں!"۔

جانوروں سے ہم کلام ہونا اور اُن کی زبان سمجھنا

حضراتِ محترم! اللہ رب العالمین نے سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایک مُبارَک معجزہ یہ بھی عطا فرمایا، کہ جانور مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کلام کرتے تھے، اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اُن کی بات سمجھ لیا کرتے تھے۔ حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا، جب اس نے نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا تو وہ تڑپ اٹھا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے پاس آئے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چُپ ہوگیا، پھر رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: «مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟» "اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟" ایک انصاری نوجوان نے آکر بتایا کہ یارسولَ اللہ! یہ میرا اونٹ ہے، رحمتِ

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الصلاۃ، ر: ۹۵۸، صـ۱۸۲.

کونین ﷺ نے فرمایا: «أَفَلَا تَتَّقِي اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ، الَّتِيْ مَلَّكَكَ اللهُ إِيَّاهَا؟؛ فَإِنَّه شَكٰى إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ»(۱) "کیا تُو اس جانور کے مُعاملے میں اللہ تعالی سے نہیں ڈرتا! جس کا تجھے اللہ عزّوجلّ نے مالک بنایا ہے؟؛ اس (اونٹ) نے مجھ سے شکایت کی ہے، کہ تم اُسے بھوکا رکھتے ہو اور بہت کام لیتے ہو!"۔

درختوں کا تابعدار ہونا

برادرانِ اسلام! مصطفی جانِ رحمت ﷺ کا ایک مُبارَک معجزہ یہ بھی ہے، کہ تمام چرند پرند، پہاڑ اور دَرخت بھی حضور نبئ کریم ﷺ کے تابعدار تھے، جیساکہ حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں، کہ ایک اَعرابي (دیہاتی) حضور نبئ کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ میں کیسے پہچانوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنْ دَعَوْتُ هَذَا العِذْقَ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ [أ] تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» "اگر میں کھجور کے اس درخت پر لگے ہوئے اس کے خوشے کو بلاؤں، تو کیا تم گواہی دو گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" پھر نبئ اکرم ﷺ نے اسے بلایا تو وہ گُچھا درخت سے اُترنے لگا، یہاں تک کہ حضور ﷺ کے قدموں میں آگرا، پھر رحمتِ عالمیان

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الجهاد، ر: ۲۵٤۹، صـ۳۷۰.

ﷺ نے اس گچھے سے فرمایا: «ارْجِعْ!» "لَوٹ جاؤ!" وہ واپس چلا گیا، اور اَعرابی (دیہاتی، یہ معجزہ دیکھ کر) مسلمان ہوگیا"[1]۔

دیہاتی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ "مجھے کوئی معجزہ دکھائیے جس سے میں آپ ﷺ کی نُبوّت کو پہچان لُوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ نُبوّت کی دلیل ہوتا ہے، دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی معجزے عطا ہوئے، لیکن حضور اکرم ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں، گزشتہ نبیوں کے معجزات اُن کی حیاتِ ظاہری تک محدود تھے، جبکہ حضور اکرم ﷺ کے بہت سے معجزے تا قیامت باقی رہنے والے ہیں"[2]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں قرآن وسنّت کے اَحکام کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما، حضور نبئ کریم ﷺ کے معجزاتِ مبارکہ کے فیضان سے مستفید فرما، ان پر پختہ اعتقاد ویقین رکھتے ہوئے آخرت کی تیاری کا جذبہ اور سوچ عنایت فرما!۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

---

(١) "سنن الترمذي" باب [في حنين الجذع ...]، ر: ٣٦٢٨، صـ٨٢٧.

(٢) دیکھیے: "مرآۃ المناجیح" معجزات کا بیان، دوسری فصل، ٨/٢٢٦ ملتقطاً۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دہاگولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل وکنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.